Academic Discipline for Quranic Higher Education

تخصص علوم و حکمت قرآن کے لیے مقررہ نصاب کے مطابق

اصطلاحات قرآن



قَدْرٌ/تَقْدِیْرٌ

الاستاذ: ابو الفضل نور احمد سندھی

ناشر

جامع مسجد ربانی، ہائی وے کالونی، سیکٹر C-18، اسکیم -33، نزد جمالی پُل، M-9 موٹروے، کراچی

فون: 0313-2707097

www.hikmatequran.org hikmatequran@gmail.com Hikmat-e-Quran Institute

قَدْرٌ اور تَقْدِیْرٌ کے معنی ہیں اندازہ اور پیمانہ۔ یا کسی چیز کو اندازہ اور پیمانہ کے مطابق بنا دینا۔ کسی چیز کے تناسب اور توازن کا ٹھیک ٹھیک قائم رکھنا۔ قَدَرْتُ الشَّیْءَ کے معنی ہیں میں نے اس چیز کو ناپا۔ اس کا اندازہ کیا۔ قَدَرْتُ عَلَیْهِ الثَّوْبَ کے معنی ہیں اس نے اس شخص کے ناپ کے مطابق کپڑے بنائے۔ جَاءَ عَلٰی قَدْرٍ کے معنی ہیں وہ بلکل اندازے کے مطابق آیا۔ قَدَارٌ اس شخص کو کہتے ہیں جو مناسب اور معتدل قد کا ہو۔ اَلْمُقْتَدَرُ ہر چیز کے درمیانی حصہ کو کہتے ہیں۔ کَمْ قَدَرْتُ نَخْلِكَ تمہاری کھجوروں کے درختوں کے درمیان کس قدر معین فاصلہ ہے۔ (تاج العروس۔ محیط المحیط)

قرآن حکیم میں آیا ہے کہ:

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ (القمر:۴۹)

"ہم نے ہر چیز اندازہ مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے۔"

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ﴿۳﴾ (الطلاق:۳)

"اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔" چونکہ کسی چیز کو خاص پیمانے اور اندازے کے مطابق بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اس چیز پر پوری پوری مقدرت حاصل ہو۔ اس لیے قدر کے معنی کسی چیز پر اقتدار و اختیار رکھنے کے بھی ہیں۔

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَیْنَكُمُ الْمَوْتَ (الواقعہ:۶۰)

"ہم نے تم میں مرنا ٹھہرا دیا۔" راغب اصفہانی کہتے ہیں کہ تقدیر الٰہی کے دو صورتیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا اشیاء کو قدرت بخشنا۔ دوسرا اللہ تعالیٰ کا اشیاء کو ایک اندازہ، مقدار مخصوص اور طرز مخصوص پر بنانا جیسا کہ اس کی حکمت کا

تقاضا ہے۔

قرآن حکیم کی تصریحات سے یہ بلکل واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چیزوں کی بنا اور ایجاد میں ان کا اندازہ اور کام متعین کر دیا ہے۔ وہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اندازہ اور افعال پر ٹھیک اسی طرح اپنا کام اور اثر رکھے ہوئے ہیں۔ جب تک مشیت الٰہی ان چیزوں کے فنا یا تبدیلی کی مقتضی نہ ہو ان کاموں اور اثرات میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہی چیز بعینہٖ انسانی اعمال پر بھی منطبق ہے کہ انسانوں کے اعمال کے اثرات اور نتائج اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھے ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمادیا ہے:

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ﴿۳۸﴾ (الاحزاب:۳۸)

"اور اللہ کا حکم تو پہلے سے طئہ شدہ فیصلہ (نتائج والا) ہوتا ہے۔" اس آیت میں ان امور کی طرف اشارہ ہے جن کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اگر وہ عنایات ہیں تو بھی ان کی وجوہات کا فیصلہ ہو چکا ہے اور اگر وہ اعمال ہیں تو ان کے نتائج کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ یعنی ان کو ایک خاص پیمانے (قانون) کے مطابق پیدا کیا گیا ہے۔ راغب اصفہانی کہتے ہیں کہ آیت مذکورہ میں مقدور کے لفظ سے ان امور کی طرف اشارہ ہے جو وقتاً فوقتاً ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں اور جن کے لیے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ (الرحمٰن:۲۹) کا اشارہ ہے۔ یعنی "وہ ہر روز (ہر لمحہ) ایک نئی شان سے تجلی فرماتا ہے۔" کائنات میں ہر وقت تغیر ہے اور کائنات عین احتیاج ہے۔ اسی طرح انسان بھی محتاج (وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ) تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ نے کائنات اور انسان کے لیے اپنی قضا یعنی چاہت اور اپنے اذن کے قوانین بھی بنائے ہیں جو امر و تخلیق کے قوانین سے جڑے ہوئے ان کے حاکم قوانین ہیں۔

کائنات میں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور امر الٰہی سے ہر چیز وجود میں آتی ہے اور اس

کے لیے قوائد و ضوابط (قوانین) اور خواص و نتائج متعین ہوتے ہیں۔ یہی قواعد و ضوابط اور خواص و نتائج ان اشیاء کے پیمانے ہیں۔ انہی کو ان کی "تقدیریں" کہا جاتا ہے۔ آگ کی تقدیر یہ ہے کہ وہ حرارت پہنچاتی ہے۔ پانی کی تقدیر یہ ہے کہ وہ سیّال ہے، اس میں پاور ہے اور نشیب کی طرف بہتا ہے۔ گرم کرنے پر بھاپ بن جاتا ہے اور ٹھنڈا کرنے پر سخت ہو کر برف بن جاتا ہے۔ اسی بات کو قرآن حکیم نے کہا ہے کہ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ (الفرقان:۲) "اللہ نے ہر شے کو پیدا کیا۔ پھر ان کے لیے پیمانے اور اندازے مقرر کر دیئے۔"

سورۃ الاعلیٰ میں ہے:

الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝ (الاعلیٰ:۳-۲)

"اللہ وہ ہے جو مختلف اشیائے کائنات کی تخلیق کرتا ہے۔ پھر ان میں مناسب اعتدال پیدا کرتا ہے۔ پھر ان کے لیے ان کے پیمانے اور اندازے (قوانین) مقرر کرتا ہے۔ اور ان کی اس راستے کی طرف راہ نمائی کر دیتا ہے جس پر چل کر وہ ان پیمانوں اور اندازوں کے مطابق بن جائیں۔" قرآن حکیم نے تخلیق کے یہ چار مراحل بتائے ہیں۔ (۱) تخلیق (۲) تسویہ (سنوارنا) (۳) قوانین (۴) رہنمائی۔ اللہ تعالیٰ کی خلقت ان چاروں شاہکار بندوبست پر استوار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفت رب ہے۔ رب کی تعریف یہ ہے کہ جو اشیاء کو درجہ بدرجہ نشوونما دیکر حد تمام تک پہنچادے۔ یہ ہے وہ اللہ کا نظامِ ربوبیت جو کائنات میں جاری و ساری ہے اور جس کی رو سے کائنات کی ہر شے اپنی اپنی تقدیر تک پہنچتی چلی جاتی ہے۔

کائنات میں مادہ ہے تو اس کے لیے مادی قوانین ہیں۔ نباتات و حیوانات ہیں تو ان کے لیے بھی نباتی اور حیوانی قانون موجود ہیں۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی

تخلیق میں جب تسویہ اور نفخ روح ہوا ہے تو وہ ایک تراشیدہ اور ادراک سے معمور انسان سامنے آیا۔ اب انسان کو حواس و ادراک دینے کے بعد اسے اختیار کی امانت حوالے کر دی گئی۔ یعنی اسے دیگر اشیائے کائنات کی طرح مجبور نہیں کر دیا گیا کہ وہ طوعاً و کرھاً ایک ہی راستے پر چلے۔ لیکن اسے مستقل اقدار کے قوانین کے ساتھ یہ رہنمائی بھی دی گئی کہ اسی بتائی ہوئی ہدایت پر چلنے سے اس کی تمام انسانی صلاحیتیں نشوونما پا کر تکمیل تک پہنچ جائیں گی۔ اب اس ہدایت کے بندوبست کے بعد اسے اس کا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ چاہے تو یہ راستہ اختیار کرے اور چاہے تو دوسرا راستہ جس سے اس کی یہ صلاحیتیں دب کر رہ جائیں۔ ان دونوں راستوں میں امتیاز، وحی کی رو سے ہوتا ہے۔ اب انسان جو راستہ اختیار کرے گا، یا جس راستے میں جس مقام پر ٹھہر جائے گا، اس کے مطابق خدا کا قانون اس پر نافذ ہو جائے گا۔ اگر وہ وحی کی تعلیمات کے مطابق سخاوت کرے گا اپنی شخصیت کو سنوارے گا تو زندگی میں بھی ان سے آسانیوں اور سلامتی کا وعدہ ہے اور آخرت میں بھی اس کو ابدی سلامتی حاصل ہو گی۔ اور اگر وہ بخل اور سرکشی اور انحراف سے کام لے گا تو زندگی میں بھی مشکلات کا سامنا ہو گا اور آخرت میں بھی ان لوگوں کے لیے جہنم کے عذاب کا وعدہ ہے۔ اب یہ ساری پیشرفت خود انسان کی طرف سے ہوتی ہے اور نتائج اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے مطابق مرتب ہوتے ہیں۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ (الصف:۵)

"جب انہوں نے ٹیڑھا راستہ اختیار کر لیا تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔"

دوسری جگہ ہے: يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝ (ذاریات:۹) اس (صحیح راستے) سے اسی کو پھرایا جاتا ہے جو خود اس سے پھر جاتا ہے۔ یعنی انسان جو راستہ اختیار کرتا ہے، اس کے مطابق

خدا کا قانون اس پر نافذ ہو جاتا ہے۔ یہ قوانین خداوندی غیر متبدل ہوتے ہیں۔ لہٰذا انسانی اعمال میں اس کے انطباق سے کوئی باہر نہیں رہ سکتا۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۴۳﴾ (فاطر:۴۳)

"تم اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔" مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ (ق:۲۹)

"میں اپنی بات کو نہیں بدلا کرتا۔"

قرآن حکیم جب کہتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ خدا کا قانون ہر شے پر حاوی اور غالب ہے۔ اور اس شے کو اس کی آخری منزل تک لیے جا رہا ہے۔ انسان بھی جس مقام پر اپنے آپ کو رکھے گا اس کے مطابق خدا کا قانون (تقدیر) اس پر حاوی ہو گا۔ اب یہ بات انسان کے اپنے اختیار کی ہے کہ وہ اپنے آپ کو کس مقام پر رکھنا چاہتا ہے، اور اس طرح خدا کی کون سی تقدیر اپنے لیے منتخب کرتا ہے لیکن وہ اپنے آپ کو کسی مقام پر رکھے۔ خدا کی تقدیر (قانون) سے اپنے آپ کو باہر نہیں لے جا سکتا۔

قرآن حکیم نے انسان کی زندگی کے لیے العدل، القسط، المعروف اور القدر کے گراں مایہ اصول متعارف کرائے ہیں۔ القدر سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر معاملہ ایک خاص اندازے کے مطابق مقرر کردہ ہے۔ انسان اور کائنات کے معاملات اندھی فطرت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خاص توازن سے چلتے ہیں۔ قرآن حکیم جس رات میں نازل ہوا اس کو بھی لَيْلَةُ الْقَدْرِ کہا گیا ہے۔ یعنی جس رات انسان کو قرآن حکیم کی صورت میں مستقل قدریں عطا ہوئیں جن پر کاربند رہنے سے انسان کی زندگی حیوانی سطح سے بلند ہو کر انسانیت کی سطح پر آجاتی ہے۔

قرآن حکیم میں قدر کے معنی تنگی کے بھی آئے ہیں۔ یعنی کسی کو ماپ تول کر دینا۔

سورۃ بنی اسرائیل میں ہے:

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ (آیت:۳۰)

یہاں قَدْرٌ بمقابلہ بَسْطٌ آیا ہے۔ بَسْطٌ کے معنی ہیں فراخی اور کشادگی۔ لہٰذا قَدْرٌ کے معنی ہیں تنگی یا کسی چیز کا نپا تلا ملنا۔ راغب اصفہانی کہتے ہیں کہ جب تقدیر کا فاعل انسان ہو تو اس کے دو معنی ہوتے ہیں: ایک تقدیر محمود یعنی عقل و فکر کے مطابق کسی امر پر غور و فکر کرنا۔ پھر اسی فارمولا کے مطابق کسی کام کو سرانجام دینا۔ دوسرا تقدیر مذموم کہ انسان اپنی تمنا اور خواہش کے پیمانہ کے مطابق کسی امر پر مداومت کرے اور عقل و فکر سے کام نہ لے جیسے فرمایا

اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ۝ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ (المدثر:۱۹-۱۸)

"اس نے سوچا اور اندازہ کیا۔ تو اس کو (اللہ کی مار کہ اس نے کیسی اٹکل دوڑائی؟"

اب ہم قرآن حکیم کی کچھ آیات کا مطالعہ کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا ان کے قوانین کی کارفرمائی کی صورت میں ذکر ہوا ہے۔

سورۃ الانعام میں فرمایا کہ سورج و چاند کی گردش اور صبح و شام اور رات کا آنا یہ سب اس کے حساب و قوانین (تقدیر) سے عمل میں آتا ہے۔

۱. فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَ جَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ ﴿الانعام:۹۶﴾

سورۃ یونس میں سورج و چاند کی گردش کے قوانین اور اس کے نتیجہ میں ان کی روشنی اور پھر کیلنڈر کی گنتی کو اللہ تعالیٰ نے کائنات کا سچ بتایا ہے۔

۲. هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ ﴿یونس:۵﴾

سورۃ حٰمٓ السجدہ میں زمین پر رہنے والوں کے لیے خوراک کے فراہمی کے اندازے اور پیمانے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت بتایا ہے۔

۳. وَ جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِيْهَا وَ قَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ ﴿حٰمٓ السجدہ:۱۰﴾

سورۃ یٰسٓ میں چاند کی منازل کے قوانین کو بیان کیا گیا ہے۔

۴. وَ الْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ ﴿یٰس:۳۹﴾

سورۃ الواقعہ میں موت کا اپنے مقرر وقت پر آنے کو اس کی تقدیر کہا گیا ہے۔

۵. نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۶۰﴾ ﴿الواقعہ:۶۰﴾

سورۃ عبس میں انسان کی نطفہ سے تخلیق اور پھر اس کے اندازے کا ذکر ہے۔

۶. مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ﴿عبس:۱۹-۱۸﴾

سورۃ المدثر میں منکروں کے غلط اندازوں کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

۷. اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ﴿المدثر:۱۹-۱۸﴾

سورۃ سبا اور سورہ زمر میں رزق کی بست و کشاد کے قوانین کا ذکر اس طرح ہوا ہے۔

۸. قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ ﴿سبا:۳۹﴾

۹. اَوَ لَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ ﴿الزمر:۵۲﴾

❖❖